بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۲۲۹

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم عنگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۸ | ۷ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۶ امان ۱۳۵۸ہش ۶ مارچ ۱۹۷۹ء | نمبر ۵۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

ہمارا قادر و توانا خدا کامل علم و حکمت کا مالک ہے

اسی سچے اور کامل خدا کو ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ سجدہ کرتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (البقرۃ: ۳۳)

ترجمہ:۔ انہوں نے کہا تُو بے عیب ہے جو کچھ، تُو نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کسی قسم کا علم نہیں ہے یقیناً تُو ہی کامل علم والا (اور ہر قول اور فعل میں) حکمت کو مدِنظر رکھنے والا ہے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یَقُوْلُ اللّٰہُ اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَکَبِّرُ، اَنَا الْمَلِکُ، اَنَا الْمُتَعَالُ یُمَجِّدُ نَفْسَہٗ۔ (مسند احمد)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں بڑی طاقتوں والا اور نقصان کی تلافی کرنے والا ہوں، میرے لئے ہی بڑائی ہے مَیں بادشاہ ہوں۔ مَیں بلند شان والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی ذات کی مجد اور بزرگی بیان کرتا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اسی قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری رُوح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ میں ہر ایک رُوح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرّف سے۔ نہ اس کے خلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے.... سو ہم نے ایسے رسولؐ کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقشِ وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا احسان والا اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔" (نسیمِ دعوت صہ۳)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۶ مارچ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور ہمیشہ اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر اور سر درد کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔

احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین

تحریکِ وقفِ عارضی کی اہمیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"ہم میں سے جو دوست وقفِ عارضی پر گئے ہیں انہوں نے یہ مشاہدہ کیا ہے اور ان کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ ہمارے بھائی اخلاص کے ساتھ وقفِ عارضی کے لئے باہر گئے ہیں۔ اس وقت وہ دُنیوی علائق سے آزاد ہوتے ہیں گھر کا کوئی فکر نہیں ہوتا پوری توجہ کے ساتھ اور پورے انہماک کے ساتھ دعا و استغفار کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو بڑی کثرت کے ساتھ اپنے پر نازل ہوتا دیکھتے ہیں۔"

(الفضل ۱۴ نومبر ۱۹۶۷ء صہ۳)

احبابِ جماعت ہر سال دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں رحمتوں کو بڑی کثرت کے ساتھ حاصل کرتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن)

زعماء انصار اللہ توجہ فرماویں

اگر آپ نے ابھی تک ماہِ تبلیغ فروری کی رپورٹ مرکز میں نہیں بھجوائی تو براہِ کرم مقررہ فارم پر جلد بھجوا دیں نیز آئندہ کے لئے ایسا انتظام فرماویں کہ آپ کی رپورٹ بروقت مرکز میں پہنچتی رہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

روزنامہ
الفضل
ربوہ
۷ر ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ
۶ر امان ۱۳۵۸ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا سب سے مقدم عہد اور اسے نبھانے کا طریق

ہر احمدی نے احمدی ہونے کی حیثیت میں جو سب سے مقدم اور سب سے اہم عہد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور جسے اپنی زندگی کے ہر ہر لحظہ اور ثانیہ میں نبھانے اور پورا کرنے کا وہ ذمہ دار ہے، وہ یہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا۔ چنانچہ دس شرائط بیعت میں سے آٹھویں شرط یہ ہے کہ :-

میں دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھوں گا۔

یہی وہ عہد ہے جس کا خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند نہایت ہی مختصر الفاظ میں خلاصہ اور لب لباب یہ بیان فرمایا ہے کہ :-

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا

کہنے کو یہ بہت سہل اور آسان جملہ ہے لیکن وسیع تر معانی و مفہوم کو ہی نہیں بلکہ عمل و کردار کی عجیب در عجیب باریکیوں کو اس نے اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے اور اسے نبھانا اور صحیح معنوں میں پورا کرنا ہنسی کھیل نہیں ہے۔ اسے نبھانے کے لئے اپنی ہستی پر ایک انقلاب وارد کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے یہ عہد لینے کے بعد ہمیں خبردار فرمایا ہے کہ :-

"دین کو دنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے۔ کہنے کو تو انسان کہہ لیتا ہے اور اقرار بھی کر لیتا ہے مگر اس کا پورا کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔"
(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۰۵)

اور چونکہ اس عہد کو نبھانا ہر ایک کا کام نہیں اسلئے جو لوگ اس عہد کو باندھنے کے بعد اس کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے میں لاپرواہی برتتے ہیں اور اسے پورا کرنے کی فکر نہیں کرتے انہیں حضور علیہ السلام نے ان لرزہ خیز الفاظ میں انتباہ فرمانا ضروری سمجھا :-

"جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے میں اس کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے، جہاں گلے سڑے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔ کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر و فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید ان کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی پلید تر خیال نہیں اور ایسے انسان کو اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں گر سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے لوگ اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں۔ خدا ان کو ذلت سے مارے گا کیونکہ وہ خدا کے کارخانے کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گزارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے اُن کے حصہ میں کچھ نہیں۔"
(تذکرۃ الشہادتین)

دلوں پر لرزہ طاری کر دینے والے حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی اہمیت ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ معمولی عہد نہیں بلکہ نہایت ہی اہم اور بنیادی عہد ہے یہ۔ اسے پورا کئے بغیر کوئی احمدی صحیح معنوں میں احمدی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ عہد تبھی پورا ہو سکتا ہے کہ انسان ہر ہر قدم پہ اس امر کا جائزہ لے کہ آیا وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کر رہا ہے یا نہیں۔ جب تک انسان اپنی ہر حرکت و سکون کا اس رنگ میں مسلسل جائزہ نہ لیتا رہے وہ عند اللہ اس عہد کو پورا کرنے والا شمار نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر بڑی شد و مد کے ساتھ احبابِ جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ فی الوقت حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ اہم ارشاد ہدیۂ قارئین کرنا ہمارے مدنظر ہے اور اسی پر ہم اپنی ان معروضات کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۶ر فروری ۱۹۰۵ء کو عید الاضحیٰ کا خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا :-

"میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے کے برابر ہی وہ معاہدہ ہے جو انسان اپنے امام و مرشد کے ہاتھ پر کرتا ہے جیسا کہ ہم نے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ کہنے کو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اس کے معنی پر غور کرو کہ کس قدر وسیع ہیں۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی آواز آتی ہے اور یہ سنتا لیکن دیکھتا ہے کہ بہت سے ضروری کام کرنے کو ہیں اور ان سے اگر ذرا سی بھی لاپرواہی کی تو حرج ہوگا اس لئے فرض تنہا ہی میں ادا کر لوں گا۔ یہ خیالات دل میں ایک طرف ہیں دوسری طرف حَیَّ کا لفظ بتاتا ہے کہ جلدی کرو۔ ادھر یہ معاہدہ کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مقدم کرتا اور حَیَّ علی الصلوٰۃ کی آواز پر مسجد کو چلتا ہے تو بے شک اس معاہدہ کو پورا کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ لیکن اگر تساہل کرتا ہے تو اس معاہدہ کو توڑتا ہے۔

اسی طرح دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں۔ ایک طرف بیوی بچوں کے لئے خرچ کی ضرورت ہے اُدھر قرآن کریم میں پڑھتا ہے لَا تُسْرِفُوْا اور اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ اور ایک طرف دین، مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے۔ اس وقت اپنے اندرونہ کا معائنہ کرے اور اپنے فعل سے دکھائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو۔ غرض ہر حکم الٰہی میں سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو۔ کسی تقریر اور چالاکی سے کام لے رہا ہوں یا سچے اخلاص سے۔ اپنے ہر قول اور فعل کو پڑتال کرے کہ کیا واقعی خدا تعالیٰ کے لئے ہے یا دنیوی اغراض اور مقاصد پیشِ نظر ہیں۔

پس اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیشِ نظر رکھو۔ یہ معاہدہ تم نے معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے۔ اور میں تو یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے کیونکہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ آیا ہے۔

دیکھو اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرو کہ کیا جس قدر تڑپ، کوشش اور اضطراب دنیوی اور ان ادنیٰ ضروریات کے لئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی جوش دینی ضروریات کے لئے بھی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے کہاں پورا کیا؟"

(خطباتِ نور جلد اوّل صفحات ۲۲۹، ۲۳۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقت کفّارہ

محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل ربوہ

(۳)

—— (۲۱) ——

نجات ایمان پر موقوف ہے پس جو شخص کفارہ پر ایمان لائے اس میں وہ تمام علامات جو یسوع مسیح نے ایمانداروں کے لئے بیان کی ہیں پائی جانی چاہئیں۔ یسوع مسیح کہتا ہے۔

"جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا۔ اور جو ایمان نہ لائے وہ مجرم ٹھہرایا جائیگا۔ اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہونگے۔ وہ میرے نام پر بدروحوں کو نکالیں گے نئی نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اٹھائیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔" (مرقس ۱۶/۱۷-۱۸)

یہ پانچ معجزے ہیں جو ہر ایماندار میں پائے جانے چاہئیں۔ لیکن کیا اس زمانہ میں کوئی ایسا ایماندار عیسائی ہے۔ جو یہ معجزے دکھلا سکے؟ ہرگز نہیں۔

پس کفارہ کے باطل ہونے کی اس سے زیادہ زبردست دلیل کیا ہو سکتی ہے۔ کہ کفارہ ایک آدمی کو بھی ایماندار نہیں بنا سکتا اور نہ نجات دلا سکتا ہے۔

—— (۲۲) ——

یسوع مسیح کا صلیب پر مر جانا بھی کفارہ کا ایک ستون ہے۔ اگر یسوع مسیح صلیب پر نہ مرے تو کفارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ کفارہ کے لئے جان کی قربانی دینا شرط ہے۔ اگر جان نہ دی جائے تو کفارہ نہ ہوا۔

عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ اور صلیب پر ہی اس نے جان دے دی۔ پولوس کہتا ہے۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیوں ۳/۱۲-۱۳)

لیکن ان کا یہ دعوے بھی صحیح نہیں اور مندرجہ ذیل تو دلائل ان کے اس دعوے کی تردید کرتے ہیں۔

دلیل اوّل۔ توریت میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا (استثناء ۱۸/۲۰-۲۲)

اگر یسوع مسیح خدا یا خدا کا بیٹا تھا تو مر نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ خدا پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ نہ ایک دن کے لئے نہ ایک ہفتہ کے لئے نہ ایک سال کے لئے اور اگر وہ تھوڑی دیر کے لئے مر سکتا ہے اور اس کے بغیر کارخانہ کائنات میں کوئی فتور واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے تین دن مرے رہنے سے دنیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ تو اس بات کے لئے کوئی دلیل نہیں کہ اس کے مستقل مر جانے سے کارخانہ عالم کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے پس ایسے خدا کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ جس کا مرنا اور زندہ رہنا برابر ہے اگر یہ کہا جائے کہ خدا کا اکلوتا بیٹا تو مر سکتا ہے مگر خداوند خدا باپ نہیں مر سکتا۔ تو اس سے خدا کے بیٹے کا نقص ہونا ثابت ہوگا۔ کیونکہ موت جو گناہ کی سزا ہے اس پر غالب آتی ہے۔ اور جب بیٹا مر سکتا ہے تو باپ کیوں نہیں مر سکتا۔ دونوں ایک ہی جنس و نوع تو ہیں۔

اگر کہا جائے کہ یسوع مسیح بلحاظ انسان ہونے کے مر گیا۔ تو کفارہ نہ ہوا کیونکہ انسان بوجہ آدم زاد و گناہ گار ہونے کے دوسرے گنہ گار انسانوں کے لئے کفارہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس صورت میں اس کی موت فضول اور خودکشی کے مترادف ہوگی۔ نیز اس کے صلیب پر مر جانے سے وہ ایک نیک انسان یا خدا کا بیٹا تو کیا جھوٹا نبی بھی ثابت ہو جائیگا اور اس کے سب دعاوی بھی نیست و نابود ہو جائیں گے۔ کیونکہ لکھا ہے۔

"لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔" (استثناء ۱۸/۲۰)

دلیل دوم۔ بنی اسرائیل کا کبھی یہ عقیدہ نہ تھا اور نہ اب ہے کہ ان کا موعود مسیح آئے گا۔ اور صلیب پر چڑھ کر مر جائے گا بس۔ ان کا اجماعی عقیدہ اپنی آسمانی کتابوں کے مطابق یہی ہے کہ ان کا موعود مسیح نسل داؤد میں سے ہوگا۔ اور سلطنت کا عصا اس کے کندھے پر ہوگا۔ اور وہ بنی اسرائیل کو دوبارہ ان کی کھوئی ہوئی عظمت عطا فرمائے گا۔

ہاں بعض پیشگوئیوں میں یہ بھی درج ہے کہ مسیح دکھ اٹھائے گا۔ لیکن دکھ اٹھانا اور اپنے مشن میں ناکام ہو کر اپنے دشمنوں کے ہاتھوں صلیب پر چڑھ کر جان دے دینا اور ملعون ہو جانا دو ہم معنی باتیں نہیں۔ دکھ تو سب نبی اپنی قوم کے مخالفین سے اٹھاتے رہے۔ اسی لئے جب یہودیوں نے یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا تو انہوں نے اس سے یہی نتیجہ نکالا کہ یہ موعود مسیح نہیں خدا تعالیٰ پر افترا کرتا تھا۔

دلیل سوم۔ لکھا ہے کہ جب پیلاطوس تخت عدالت پر بیٹھا ہوا تھا تو اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ

"تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ۔ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے۔" (متی ۲۷/۱۹)

توریت کے کسی مقام سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا فرشتہ کسی کام کے کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو اور وہ کام اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوا ہو۔ پس اگر در حقیقت فرشتہ یسوع مسیح کے چھڑوانے کے لئے بھیجا گیا تھا تو یسوع مسیح یقیناً صلیب پر مرنے سے محفوظ رہا۔

دلیل چہارم۔ یسوع مسیح چند گھنٹے صلیب پر رہا اور صلیب سے اتار لیا گیا۔ اس کے دو ساتھیوں کا کام تمام کرنے کے لئے ان کی ہڈیاں بھی توڑ دی گئیں۔ اور ان کا خاتمہ کر دیا گیا۔ لیکن جب ایک سپاہی نے یسوع مسیح کی پسلیوں میں بھالا مارا تو فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ (یوحنا ۱۹/۳۴) اور یہ قطعی دلیل ہے اس بات پر کہ یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرا تھا۔ کیونکہ مردہ سے خون نہیں نکلتا۔

دلیل پنجم۔ یسوع مسیح نے اپنی صداقت کا انحصار صرف ایک ہی معجزہ پر رکھا تھا اور وہ یوناہ نبی کا معجزہ تھا۔ کہ جس طرح یوناہ نبی مچھلی کے پیٹ میں تین دن اور تین رات رہا اور پھر وہاں سے نجات پا کر اپنی قوم کی طرف گیا۔ اسی طرح وہ بھی معجزہ دکھلائیگا انجیل متی (۱۲/۳۹-۴۰) میں لکھا ہے

"اس زمانہ کے برے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ نینوہ کے لوگ اس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ عدالت کے دن کھڑے ہو کر انہیں مجرم ٹھہرائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے یونس کی منادی پر توبہ کر لی۔ اور دیکھو یہاں وہ ہے جو یونس سے بھی بڑا ہے۔"

بائیبل میں کتاب یوناہ نبی اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ یوناہ (یونس) نبی تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی رہا۔ اور وہاں خدا تعالےٰ کی تسبیح و تحمید و تقدیس کرتا رہا۔ اور زندہ ہی اس سے باہر نکلا۔ اور پھر اپنی قوم کی طرف گیا۔ اور وہ اس پر ایمان لائے۔

یہی معجزہ یسوع مسیح سے ظاہر ہونا چاہئے تھا۔ اگر یسوع مسیح مر گیا تھا اور یہودیوں کو واپس جا کر تبلیغ نہیں کی تھی۔ اور وہ اس پر ایمان نہ لائے تھے تو زندہ اور مردہ اور کامیاب و ناکام میں کیا مناسبت اور معجزہ کہاں؟ بلکہ اس سے تو مسیح کا قطعی طور پر جھوٹا ہونا ثابت ہوگا۔

دلیل ششم۔ یسوع مسیح واقعہ صلیب کے بعد تین مرتبہ (اپنے دشمنوں کے خوف سے) مخفی طور پر اپنے حواریوں سے ملا اور ان کو اپنے زخم بھی دکھلائے۔ اور ان سے مانگ کر بھونی ہوئی مچھلی اور شہد[1] بھی ان کے ساتھ

---

[1] عربی اور انگریزی انجیل میں شہد کا ذکر بھی مچھلی کے ساتھ ہے۔ عربی بائیبل مطبوعہ بیروت لبنان ۱۹۳۶ء میں لکھا ہے۔

فَنَاوَلُوهُ جُزْءًا مِنْ سَمَكٍ مَشْوِيٍّ وَشَيْئًا مِنْ شَهْدٍ

(باقی ص ۴ کالم اوّل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھائے۔ اس سے بڑھ کر ان کے صلیب سے زندہ بچ نکلنے کی اور کیا دلیل ہوگی؟

یسوع مسیح عیسائیوں کے خیال کے مطابق مر کر زندہ ہوا تھا اور اس کا جسم قبر سے نکلنے کے وقت جلالی اور خدائی جسم تھا اور اس کی ذات خدا تھی اگر یہ بات سچ ہے تو یسوع مسیح کو اپنے حواریوں سے چھپ چھپ کر ملنے کی کیا حاجت تھی؟ کیا خدا ڈرتا تھا کہ یہودی خدا کو دوبارہ نہ پکڑ لیں اور پھر اس کو صلیب پر نہ چڑھوادیں کیا خدائی جسم میں زخم بھی باقی رہ گئے تھے؟ اور اس بات کی کیا دلیل ہے کہ وہ زخم اب تک باقی نہیں؟ کیا خدا بھی بنی آدم کی طرح مچھلی اور شہد کھانے کا محتاج تھا اور ہے؟ اگر اس وقت اسے بھوک لگی تھی تو اس بات پر کیا دلیل ہے کہ اب اسے بھوک و پیاس نہیں لگتی۔

الغرض یہ یسوع مسیح وہی تھا جو یونس نبی کی طرح صلیب پر مرنے سے بچ گیا تھا۔ جس طرح یوناہ نبی سمندر کی تہہ میں اور مچھلی کے پیٹ میں بظاہر تمام اسباب موت جمع ہو جانے کے زندہ بچ رہا تھا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر یونس نبی کو سمندر میں پھینکنے والوں سے دریافت کیا جائے کہ یونس کا کیا حشر ہوا تو وہ بالاتفاق یہی جواب دیں گے کہ جو ایسے لوگوں کا ہوا کرتا ہے۔ جو سمندر کی گہرائیوں میں پھینکے جائیں۔ یعنی مر گیا۔ لیکن اگر یونس سے دریافت کریں تو وہ ان کے اجماع کے خلاف کہے گا کہ میں زندہ ہی رہا۔ اور تکلیف و دکھ اٹھا کر باہر نکل آیا۔ اور یہی بات یسوع مسیح کے واقعہ صلیب میں ہے۔ صلیب دینے والے کہیں گے کہ مر گیا لیکن یسوع مسیح کہتا ہے۔

"تمہاری سلامتی ہو! مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا کہ تم کیوں گھبراتے ہو اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا۔ کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا اس نے لے کر ان کے روبرو کھایا۔ پھر اس نے ان سے کہا کہ یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے تم سے اس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ[1] کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں[2] اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔"

(لوقا ۲۴/۳۶ تا ۴۴)

دلیل ہفتم۔ یسوع مسیح نے دعا کی تھی۔ اور اپنے حواریوں سے بھی بار بار دعا کرنے کے لئے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے صلیب پر مر جانے سے محفوظ رکھے۔ انجیل کہتی ہے

"پھر وہ نکل کر اپنے دستور کے موافق زیتون کے پہاڑ کو گیا۔ ... اور وہ ان سے بمشکل الگ ہو کر کوئی پتھر کے ٹپے آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا مانگنے لگا کہ اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے۔ تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو۔ اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اسے تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا۔ اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔"

"جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو انہیں غم کے مارے سوتے پایا۔ اور ان سے کہا تم سوتے کیوں ہو؟ اٹھ کر دعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔" (لوقا ۲۲/۳۹ تا ۴۶)

یہ یسوع مسیح کی آخری حالت کا بیان ہے۔ اگر یسوع مسیح اس دنیا میں کفارہ ہونے کے لئے ہی آیا تھا۔ اور وہ درحقیقت خدا یا خدا کا ہم پلہ شریک (اقنوم) یا خدا کا بیٹا یا اکلوتا بیٹا ہی تھا۔ تو اس قدر گریہ وزاری اور دلسوزی کیا معنے رکھتی ہے؟ اور دعا میں خون و پسینہ کو ایک کرنے کی کیا ضرورت؟ کیا بیٹا باپ کو واپس جا ملنے سے گھبراتا تھا۔ یا لوگوں کے گناہوں کے معاف ہو کر بہشت میں داخل ہونے سے ڈرتا تھا؟ اور اگر اس نے صلیب پر مرنا ہی تھا اور یہی توریت و صحف انبیاء میں پیشگوئیاں تھیں تو اس میں حواریوں کے لئے کونسا ابتلاء کی آزمائش تھی کہ وہ انہیں بار بار دعا کے لئے کہتا اور تاکید کر رہا تھا؟ بہرحال دعا یہی تھی کہ اے میرے خدا تو مجھے صلیب پر مرنے سے بچا لے۔ میں اگر صلیب پر مر گیا تو میری قوم (بنی اسرائیل) پر میرا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائیگا اور اس میں میری بڑی ذلت ہے۔

اس دعا و گریہ وزاری و خون کا پسینہ کر دینے کے بعد بھی اگر یسوع مسیح زندہ صلیب سے نہ اترے تو یقین کرنا پڑے گا کہ یسوع مسیح دوسروں کو تو ایمان لانے کے وعدہ پر ہی معجزات دکھلانے کا وعدہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی (متی ۱۷/۲۰، ۲۱) لیکن اپنی یہ حالت ہے کہ صلیب پر موت کا پیالہ بھی اس کی دعا سے ٹل نہیں سکتا۔ اور لعنتی موت اس کے نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کے دشمن اس سے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں کی خوش قسمتی ہے کہ یسوع مسیح کی یہ دعا قبول ہوگئی۔ اور یہ صلیب پر موت کا پیالہ اس سے ٹل گیا۔

پولوس کہتا ہے۔

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سنی گئی۔ اور باوجود بیٹا ہونے کے اس نے دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی۔ اور کامل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا۔ اور اسے خدا کی طرف سے ملک صدق کے طریقے کے سردار کاہن کا خطاب ملا۔"

(خط بنام عبرانیوں ۵/۷ تا ۱۰)

پس یسوع مسیح کی دعا اور اس کی قبولیت کا پولوس کی زبان سے اعتراف اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ یسوع مسیح سے صلیب پر موت کا پیالہ ٹل گیا۔ (باقی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳)

عَسَلٍ فَاَخَذَ وَ اَکَلَ قُدَّامَهُمْ"

یعنی بھونی مچھلی اور کچھ شہد اسے دیا۔ اور اس نے لے کر ان کے سامنے انہیں کھایا۔ اور [illegible] بھی یہی الفاظ ہیں۔

۱؎ توریت میں تو کسی مسیح کے آنے کا ذکر نہیں۔ ایک مثیل موسیٰ نبی جس کے داہنے ہاتھ میں جلالی شریعت ہوگی۔ کے آنے کا ذکر ہے۔ (استثناء ۱۸/۱۸) اور یسوع مسیح نے مثیل موسیٰ ہونے اور شریعت لانے کا دعویٰ نہیں کیا۔

اصولی طور پر جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ (استثناء ۱۸/۲۰، ۲۲) اور یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے یسوع کو پھانسی دلوا کر ملعون جھوٹا نبی اور خدا تعالیٰ کے خلاف کفر بکنے والا ثابت کر دیا ہے۔

نیز توریت میں سچے نبی کی علامت یہ بھی لکھی ہے کہ جو پیشگوئیاں وہ خدائے واحد کے نام پر کرے گا وہ پوری ہوں گی۔ لیکن یسوع مسیح کی جو پیشگوئیاں اناجیل میں مذکور ہیں ان کے متعلق خود اناجیل نویسوں کا ہی بیان ہے کہ وہ مجمل اور غیر واضح ہوا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کے حواری بھی ان کو سمجھ نہیں سکتے تھے جیسے مثلاً ہیکل کو گرانے اور از سر نو تین دن میں تعمیر کر دینے کی پیشگوئی (مرقس ۱۴/۵۸) جو واضح پیشگوئیاں ہیں وہ بھی پوری ہوتی نظر نہیں آتیں۔ مثلاً شمعون پطرس حواری کو بہشت کی کنجیاں ملنے کی پیشگوئی کی (متی ۱۶/۱۹) وہ مرتد ہو گیا اور تین مرتبہ یسوع مسیح کے سامنے ۲۲

۲۲ اس سے بے تعلقی کا اظہار کیا اور قسم کھا کر اس پر لعنت کی (متی ۲۶/۶۹ تا ۷۴) بارہ حواریوں کو بارہ تخت اور حکومت ملنے کی پیشگوئی کی۔ (لوقا ۲۲/۳۰ و متی ۱۹/۲۸) اور وہ بے چارے حکومت و تخت تو کیا ساری عمر ماریں ہی کھاتے رہے۔ اور بعض ان میں سے قتل بھی ہوئے۔ بزعم خود مسیح کا رسول بننے والا پولوس روم میں صلیب پر الٹا لٹکا کر اس دنیا سے رخصت کیا گیا۔ واقعہ صلیب کے وقت موجود لوگوں سے کہا کہ میں ان میں سے بعض کی موجودگی میں ہی جلالی شان کے ساتھ اس دنیا میں واپس آؤں گا۔ (متی ۱۶/۲۸ و لوقا ۹/۲۷ و مرقس ۹/۱) مگر وہ سب کے سب مر گئے اور وہ خود کچھ ایسا پھنسا کہ اب تک جلال کے ساتھ واپس آنا نصیب نہ ہوا۔

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی (باب ۵۳) کے مطابق یسوع مسیح کی شادی ہوئی اور اس کے اولاد پیدا ہوئی اور اس کی عمر دراز ہونی چاہیئے تھی۔ منہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ

"اخبار الفضل"

خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیش گوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان

مکرم چوہدری عبدالواحد صاحب بی اے نائب ناظر اصلاح و ارشاد، ربوہ۔

۶ مارچ کا دن احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی۔ ہماری مراد اس پیشگوئی سے ہے جو حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر شاتم رسولؐ لیکھرام کے بارے میں کی جو صداقتِ اسلام کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی گستاخی و بدزبانی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ حضورؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ کی کی گئی دکھا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقت اسلام اور صداقتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر "براہین احمدیہ" تصنیف فرمائی اور اس کا جواب لکھنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ انعام کا اعلان فرمایا اور یہ شرط لگائی کہ جواب لکھنے والا ہماری دلیل بلفظہٖ لکھے نہ خلاصۃً ہماری طرح دعویٰ اور دلیل اپنی الہامی کتاب سے پیش کرے۔ دلیل بھی عقلی ہو نہ قصہ اور کہانی۔ تحریر سراسر تہذیب پر مبنی ہونی چاہئے۔ اور یا شائستہ کلام۔ ہجو اور ہتک مقدسین سے بکلی پاک ہو اور ساتھ ہی حضورؑ نے بڑی تحدی سے کہا کہ:-

"براہین احمدیہ کا جواب منکرین اسلام سے قیامت تک میسر نہیں آسکتا۔"

اس کتاب لاجواب میں جہاں اسلام کی صداقت کو دلیل سے ثابت کیا گیا ہے وہاں ہندوؤں کے پرمیشر۔ روح۔ مادہ اور تناسخ کے عقیدہ کو بھی باطل قرار دیا ہے۔

یہ کتاب لیکھرام نے اس وقت دیکھی جب یہ ضلع پشاور کے کسی تھانہ میں سپاہی تھا۔ اگرچہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں لیکھرام کا ذکر اکثر بار اور مختلف مقامات پر آچکا ہے تاہم اس بات کی ضرورت رہتی ہے کہ صداقت اسلام پر اس چمکتے ہوئے نشان کو اہل بصیرت کے سامنے بار بار پیش کیا جائے تا شاید کسی خدا کے بندے کو سوچنے اور زندہ خدا کے زندہ نشان پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

لیکھرام کون تھا؟ لہ

لیکھرام ضلع جہلم کے سید پور نامی ایک گاؤں میں ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوا۔ گیارہ برس کی عمر میں اسے اس کے چچا گنگا رام جو ان دنوں محکمہ پولیس پشاور میں ملازم تھا کے پاس بھیج دیا گیا۔ چچا نے اس کے پڑھانے کا انتظام کیا مگر یہ پڑھانے والے استادوں کو اتنا تنگ کرتا کہ وہ اسے پڑھانا چھوڑ دیتے۔ کتنے ہی استادوں کے پاس اسے بھیجا گیا مگر پڑھائی کی طرف اس کی توجہ نہ ہوئی۔ وہ اس کی عدم توجہگی بے راہ روی۔ آزاد طبع ہونے کی شکایت کرتے۔ چچا کا تبادلہ پشاور شہر سے کسی دیہاتی تھانہ میں ہوگیا۔ لیکھرام واپس سید پور آگیا۔ جب یہ سترہ سال کا ہوگیا تو چچا نے اسے پولیس میں بھرتی کرادیا۔ لیکھرام کو رام لیلا۔ کرشن لیلا دیکھنے۔ کہانیاں سننے کا بہت شوق رہتا تھا ان دنوں پشاور میں اس کی رہائش "مائی رنجی کی سرائے" میں ہوتی تھی۔

۱۸۸۰ء میں منشی کنہیا لال الکھ دھاری اور اندرمن مراد آبادی ایسے معاندین اسلام کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے نتیجہ میں اسلام کے خلاف کینہ اور بغض پیدا ہوگیا اور اسلامی عقائد پر اعتراض و تنقید کرنا شروع کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر کرسٹی اکثر اسے اپنے ڈپٹی ریڈر مولوی وزیر علی کے ساتھ بحث و مباحثہ میں الجھائے رکھتا اور خود ہی فیصلہ لیکھرام کے حق میں دے دیتا۔ منشی کنہیا لال کی کتابوں سے سوامی دیانند سے تعارف ہوا۔ اس کی سب کتابیں منگوالیں اور ان کا مطالعہ کیا۔ ۱۷ مئی ۱۸۸۰ء کو ایک ماہ کی رخصت لے کر سوامی دیانند سے ملاقات کی غرض سے اجمیر گیا۔ آریہ دھرم کے پرچار کا جوش پیدا ہوا۔ ۱۸۸۰ء میں پشاور میں آریہ سماج قائم کی۔ مسٹر کرسٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا پشاور سے تبادلہ ہوگیا اور نئے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ۱۸۸۴ء میں لیکھرام کو تھانہ صوابی میں تبدیل کر دیا۔ وہاں تھانہ کا معائنہ ہوا۔ بدانتظامی اور نااہلی کی بنا پر اسے صوابی سے تھانہ کالو خان میں بھیج دیا گیا۔ وہاں اس نے کسی افسر کی نافرمانی کی۔ محکمہ نے اس کی تنزلی کر کے پشاور لائن حاضر کر دیا۔ بقول لالہ منشی رام (سوامی شردھانند) لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی حد درجہ آزاد تھی اور اسی لئے منصب افسران سے ان کی نہیں بنتی تھی۔ (دیباچہ کلیات آریہ مسافر) ۱۸۸۴ء میں اس نے ملازمت سے استعفا دے دیا۔

جب یہ کسی دیہاتی تھانہ میں تھا تو اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "براہین احمدیہ" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے اس کا جواب لکھنے کی کوشش کی مگر اتنی قابلیت نہ تھی مجبوراً کسی مہاشہ کول کی مدد سے کچھ مسودہ تیار کیا۔ جہاں بھی کسی جگہ کسی آریہ سماج کا جلسہ ہوتا یہ مسودہ وہاں جا کر سنا دیتا اس طرح ساتھ کے ساتھ اس میں ترمیم و تنسیخ اور اضافہ ہوتا گیا۔ فنڈ نہ تھے کہ یہ مسودہ پریس میں دیا جاتا۔ لہٰذا اس کی ہاتھ سے لکھی ہوئی کاپیاں تقسیم کر دی جاتیں۔ بالآخر ۱۸۸۷ء میں فنڈز کا انتظام ہونے پر "تکذیب براہین احمدیہ" کے نام سے اسے کتابی صورت میں چھاپ دیا گیا۔

مارچ ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذن الٰہی جملہ پیشوایان مذاہب ہندو۔ آریہ۔ سناتنی۔ برہمو وغیرہم کو دعوت دی کہ صداقتِ اسلام سے متعلق اگر کوئی شخص بچشم خود کوئی نشان دیکھنے کا متمنی ہو تو وہ کم از کم ایک سال کا عرصہ قادیان میں حضورؑ کی صحبت میں آکر رہے۔ آپؑ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ جو شخص اپنی قضا و قدر کے بارے میں کچھ جاننا چاہے تو وہ کم مارچ ۱۸۸۶ء سے دو ہفتہ کے اندر اندر بذریعہ خط اطلاع دے۔ اور تو کوئی سامنے نہ آیا۔ لیکھرام نے بڑی بے باکی اور شوخی سے حضورؑ کی خدمت میں لکھا کہ:-

"میرے متعلق جو چاہو لکھو میری طرف سے اجازت ہے۔ میں ڈرنے والا نہیں۔ میں تمہاری پیشگوئیوں کو بیہودہ سمجھتا ہوں...... اپنے رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔"

حضورؑ نے اس کی اس بدزبانی پر اسے تنبیہ کرتے ہوئے لکھا کہ:-

"شریر دل کو سزا دینے کے لئے خدا کے جو باریک اور مخفی کام ہیں ان کا نام مکر ہے۔"

اور لکھا کہ:-

"نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپ کو دکھلا دے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تو الہام ہوا:-

"عجل جسد لہ خوار
لہ نصب و عذاب"

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے۔ اور اس کیلئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام) اور اس عذاب کے آنے کے دن کی بھی تعیین کر دی یعنی وہ دن عید کے قریب ہوگا۔

اس پیشگوئی میں ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے عرصہ تک اس پر عذاب مقدر بتایا گیا حضور اقدسؑ نے فرمایا کہ:-

"اگر چھ برس کے اندر کوئی عذاب لیکھرام پر نازل نہ ہوا تو سمجھو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔"

عذاب شدید:

ان بدزبانیوں کی پاداش میں گرفتار ہونے کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ۵ فروری ۱۸۹۷ء کو ایک شخص لالہ ہنسراج کے پاس آیا اور کہا کہ میں پنڈت لیکھرام سے ملنا چاہتا ہوں۔ پنڈت

لہ لیکھرام کی زندگی کے حالات "دھرم ویر پنڈت لیکھرام" (ہندی) مصنفہ انوبھوا نند اور "آریہ پرتی ندھی سبھا کا اتہاس" (ہندی) مصنفہ بھیم سین ودیا النکار سے لئے گئے ہیں۔

لیکھرام سے ملاقات ہوئی اور کہنے لگا میں پہلے ہندو تھا مسلمان ہوگیا۔ اب دوبارہ اپنے اصلی دھرم میں آنا چاہتا ہوں۔ لیکھرام نے کہا:۔

"اچھی بات ہے میں تجھے
اوشیہ ہی (ضرور ہی) شدھ
کر لوں گا۔"

لیکھرام نے اس نووارد کا پتہ ٹھکانہ بھی نہ پوچھا اور رہنے کی اجازت دے دی۔ اس کی شکل دیکھ کر ہر ایک کہتا تھا کہ وہ کوئی پُرچڑ ہے۔

(دھرم ویر پنڈت لیکھرام ص۵۷)

مصنف "دھرم ویر لیکھرام" لکھتا ہے کہ:۔

"یکم مارچ کو ملتان آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ سکھر کی طرف سے بھی تار آیا تھا کہ موت سر پر کھڑی ہنس رہی تھی۔ سکھر میں پلیگ تھی۔ ملتان والوں نے وہاں جانے سے روک دیا۔ سنگھر گڑھ کے لئے جلسے کی تیاریاں تھیں لیکن گرد ہال کا جانا بھی پتہ نہیں کیوں ملتوی ہوا۔ پنڈت جی ۱ مارچ کو لاہور پہنچے۔

پنڈت جی ایک بزاز کی دکان پر پہنچے۔ اسی گاہک (قاتل) کے ہاتھ پسند کرنے کے لئے ایک کپڑا ماتاجی کے پاس بھجوایا۔ بزاز نے کہا۔ پنڈت جی کتنا بھیانک منشیہ (شخص) ہے جسے آپ اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں؟"

"پرتی ندھی سبھا کا اتہاس" کے مصنف نے لکھا ہے:۔

"بزاز نے ساودھان (خبردار)
کیا کہ یہ بھینکر آکرتی کا منشیہ سادھو
مرتیو کی مورتی پرتیت ہوتا ہے
(یعنی یہ مہیب شکل کا آدمی گویا موت کا
فرشتہ معلوم ہوتا ہے)

لیکھرام نے کہا:۔
"نہیں یہ تو بڑا دھرماتما ہے"
(ص۱۸۱)

۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف ہے۔ دیکھا کہ:۔

"ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل
(بھینکر آکرتی) گویا اس کے چہرہ
سے خون ٹپکتا ہے[1] میرے سامنے
آکر کھڑا ہوگیا ہے میں نے نظر اٹھا
کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک
نئی خلقت اور شمائل کا شخص
ہے۔ گویا انسان نہیں ملائک شداد
غلاظ میں سے ہے اور اس کی
ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں
اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے
مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟"
(برکات الدعا)

وہ شخص سایہ کی طرح لیکھرام کے ساتھ رہنے لگا۔ ۵ مارچ کو عید کا دن تھا۔ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے دن لیکھرام چارپائی پر بیٹھا دیانند کے جیون چرتر کو ترتیب دے رہا تھا۔ پاس ہی دائیں طرف "دبی" دھرماتما" کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ماتاجی رسوئی میں لگی تھیں۔ لکشمی جی دوسرے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھیں۔ کوئی دس منٹ بعد ماتا نے چوکے ہی سے آواز دے کر کہا۔ "پتر لیکھرام تیل نہیں آیا...... ماتا کے شبد سنتے ہی کاغذ پتر رکھ دیئے اور اٹھ کر انگڑائی لیتے ہوئے بولے

"اوف ۔ اوہ ۔ بھول گیا"

وہ شخص انتظار ہی میں تھا۔ ایک دم چھری پیٹ میں گھسیڑ دی اور ایسا گھمایا کہ آنتوں میں گھاؤ پیٹ کے اندر ہو گئے اور انتڑیاں باہر نکل آئیں۔

"دیوی جی نے اس کھیے سے (وہ شخص) کو کبھی ہتیارا (قاتل) پنہ آکرمن نہ کرے۔ (دوبارہ حملہ نہ کرے) دھرم ویر کو دھوئی کی طرف کھینچا۔ پرنتو (لیکن) گھاتک کے نردئی ہردے (بے رحم دل) کو اس پر بھی سنتوش (تسلی) نہ ہوا اور وہ اپنی خونی آنکھوں کو دکھاتا ہوا پنہ (دوبارہ) پیچھا کرنے لگا۔ اتنے میں اندر سے ماتاجی نکل آئیں اور انھوں نے نردئی (بے رحم) کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ تب تک وہ پاپی کانپنے لگ گیا تھا۔ کنتو (لیکن) تس پر اس نے پاس پڑا ایک بیلن اٹھا ماتاجی کے بھی دو تین چوٹیں کردیں۔ ماتاجی سہن (برداشت) نہ کرسکیں اور اچیت (بیہوش) ہوکر بھومی (زمین پر) پر گر پڑیں۔ اتنے میں گھاتک (قاتل) سیڑھیوں سے اتر کر نہ جانے کہاں دلین ہوگیا۔ (غائب ہوگیا)"

"پرتی ندھی سبھا کا اتہاس" میں لکھا ہے کہ:۔

"اچانک آپ یہ جادو جا آنکھ
کی آن میں آنکھوں سے اوجھل
ہوگیا۔" (ص۲۰۳)

لیکھرام سے پوچھا گیا کہ کیا تھا تو بتلایا:

"ذہبی ڈگنٹ (بدمعاش) جبر
شدھ ہونے آیا تھا۔ ڈاکٹر
کو بلاؤ۔ شیگھر (جلد) بلاؤ"

چھری لگنے کے ٹھیک پونے دو گھنٹے بعد ڈاکٹر پیری آئے۔ انتڑیاں کئی جگہ سے کٹ گئی تھیں۔ ڈاکٹر پیری دو گھنٹے تک کٹی انتڑیوں کو سیتے رہے۔ ایک استھان (جگہ) سے انتڑیاں کٹ کر دو ٹکڑے ہو چکی تھیں۔ آٹھ بڑے اور کئی چھوٹے گھاؤ ہو چکے تھے۔

"دو بجے (شب) کے قریب
آریہ ویر (بہادر) کے ضو بدل گئے
دو بار زور سے ہاتھ ہلائے اور
۵ منٹوں میں ہاتھ سیدھے کر کے
ہم سے سدا کے لئے وداع
ہوگئے"

[1] حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی عبارت میں ہے "گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے"۔

یہ کوئی ایسا واقعہ نہ تھا کہ ادھر پیشگوئی کی گئی ہو اور ادھر قتل ہوگیا ہو۔ پیشگوئی اور واقعہ قتل کے درمیان چار سال سے زائد کا وقفہ تھا۔ اس عرصہ میں خود حفاظتی کے مکمل اور ہر قسم کے انتظام کئے جاسکتے تھے اور کئے گئے ہوں گے۔ لوگ بھی خبردار کیا کرتے تھے وہ خود بھی محتاط رہتا تھا۔ پنجاب پولیس کے ایک اعلیٰ افسر مسٹر کومبی کا بیان ہے کہ:

"گورنمنٹ کو ایک مدت سے
معلوم تھا کہ پنڈت لیکھرام پر
مخالفوں کی طرف سے ہر طرح
کے حملے ہوں گے اور اس لئے
پولیس کو خفیہ ہدایات رہتی تھیں
کہ ہر جگہ ان کی حفاظت مدنظر
رکھیں۔"

(دیباچہ کلیات آریہ مسافر از منشی رام شردھانند)

لیکن اگر پولیس اور اس سے بھی کوئی اور طاقت ور انتظام لیکھرام کو چوبیس گھنٹے بھی اپنے حفاظتی گھیرے میں رکھتی اور اگر اسے کسی آہنی قلعہ میں بھی بند رکھا جاتا تو بھی یہ الٰہی نوشتہ پورا ہوکر ہی رہنا تھا کیونکہ حضورؑ الٰہی بشارت کے مطابق یہ اعلان فرما چکے تھے کہ:۔

"عذاب اس کے لئے مقدر ہو
چکا ہے جو بہرحال اس کو مل کر
رہے گا۔"

تکبر اور استہزاء:

جب لیکھرام نے استہزاء اور گستاخی سے کام لیتے ہوئے یہ لکھا کہ:۔

"اپنے رب العرش خیر الماکرین
سے میری نسبت کوئی آسمانی
نشان تو مانگو تا فیصلہ ہو۔"

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

"شریر دل کو سزا دینے کے
لئے خدا کے باریک اور مخفی کام
ہیں اُن کا نام مکر ہے۔"

اور لکھا کہ:۔

"نشان خدا کے پاس ہیں وہ
قادر ہے جو آپ کو دکھلا دے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو "مصلح موعودؓ" کے بارے میں ایک پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیکھرام نے اس پر تمسخر اور استہزاء کا پہلو اختیار کرتے ہوئے بدزبانی کی حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا:۔

"موعود بیٹا نو سال کی مدت
کے اندر پیدا ہوگا"

تو اس پر لیکھرام نے لکھا:۔

(۱) "ابد تک تمہارے ہاں کوئی
لڑکا پیدا نہ ہوگا"
(کلیات آریہ مسافر ص۴۹۶)

(۲) ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ
تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ
ہو جائے گا۔ اور آپ کی ذریت
میں سے کوئی باقی نہ رہے گا (ص۵۰۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ:۔

"تیری ذریت کبھی منقطع نہ ہوگی
اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی"

اس پر لیکھرام نے لکھا:۔

(۱) "تیری ذریت بہت جلد منقطع
ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین
سال تک شہرت رہے گی۔"

(۲) "خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ چند روز
تک قادیان میں نہایت ذلت
اور خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ
رہے گا پھر معدوم مطلق ہو جائے گا"

(۳) "اس اشتہار میں جو کچھ احقر
نے عرض کیا ہے۔ حرف بحرف
خدا تعالیٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے"
(کلیات آریہ مسافر)

حقیقتاً یہ ایک گوسالہ تھا جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی تھی۔ اس نے دعویٰ سے لکھا تھا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے حرف بحرف خدا کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہے؟ جو یہ کہے کہ یہ بات مجھے خدا نے کہی ہے۔ حالانکہ خدا نے نہ کہی ہو۔

آخر کار جو کچھ اللہ کے سچے مسیح نے کہا۔ وہی سچا ثابت ہوا اور جو کچھ لیکھرام نے کہا۔ واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک جھوٹے کی بڑ تھی۔ ہر جھوٹے، کذاب پر شیطان نازل ہوتا ہے۔

مکافاتِ عمل:

لیکھرام کی زندگی دراصل شروع سے آخر تک بے اطمینانی۔ تفکرات اور مصائب و آلام میں گزری اس نے بدزبانی اور گندہ دہنی کا مظاہرہ کیا تھا اس نے خدا کے غضب کو بھڑکایا اور اپنی جڑوں کو کاٹنے کا خود سامان مہیا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت کا تین سال کے اندر خاتمہ بتانے والے کا انجام اس طرح ہوا کہ:۔

۱۲ جون ۱۸۹۵ء کو اس کا بھائی طوطارام مر گیا۔

۱۲ مئی ۱۸۹۶ء کو باپ مر گیا۔

۲۸ اگست ۱۸۹۶ء کو اس کا اکلوتا بیٹا مر گیا۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو خود عذاب الٰہی میں مبتلا ہوکر راہیٔ ملک عدم ہوا اور گوسالہ سامری کی طرح آگ میں جلا کر اس کی راکھ دریا برد کر دی گئی۔

تین سال سے کم عرصہ میں اس کی اپنی ذریت منقطع ہوگئی۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پردہ ٹھوکر سے بچاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پردہ کے بارے میں اسلامی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہو گا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں۔ سیریں کریں کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ .... اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔" (ملفوظات جلد اوّل صہ ۳۳)

(نظارت اصلاح و ارشاد)

ایمان کی حفاظت کا ذریعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذیلی تنظیموں میں شمولیت کے بارے میں فرماتے ہیں:-

"ان مجالس میں شامل ہونا درحقیقت اپنے ایمان کی حفاظت کرنا اور ان فرائض کو ادا کرنا ہے جو خدا اور اس کے رسول ؐ کی طرف سے ہم پر عائد ہیں اور خدا اور اس کے رسول ؐ نے جو احکام دئیے ہیں ان کے نفاذ اور اجراء میں حصہ لینا صرف میرا فرض نہیں بلکہ ہر شخص کا فرض ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء)

حضور ؓ کے اس ارشاد کی تعمیل میں زعماء کرام اپنی اپنی مجلس کا جائزہ لیں کہ کوئی بھی انصار بھائی ایسے نہ ہوں جو مجلس کی تجنید اور بجٹ میں شامل نہ ہوں۔ اگر کسی مجلس میں ایسے احباب ہوں تو انہیں مجلس میں شامل کیا جائے۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

۱۔ محترم مولوی ظہور حسین صاحب فاضل سابق مبلغ بخارا مع اہلیہ صاحبہ پانچ چھ ماہ کیلئے اپنے بیٹوں کے پاس امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر میں ان کا حافظ و ناصر ہو اور خدمتِ دین کی توفیق بخشے اور بخیریت واپس لائے۔ آمین

۲۔ میری اہلیہ کی خالہ جان محترمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ صوفی عبدالقدیر صاحب (جو مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی مرحوم اور مولوی غلام مصطفیٰ صاحب بدوملہوی مرحوم کی چھوٹی بھاوجہ ہیں) ان کی ایک آنکھ کی بصارت اچانک ختم ہو گئی ہے۔ کراچی میں علاج جاری ہے مگر کئی ماہ کے علاج کے باوجود ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہو رہا۔ نیز میری اہلیہ کو بھی ایک عرصہ سے بلڈ پریشر کی تکلیف ہے۔ احباب جماعت دعا فرماویں کہ مولا کریم خالہ صاحبہ کو اور میری اہلیہ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ (حکیم عبدالحمید۔ گوجرانوالہ)

۳۔ خاکسار کی ہمشیرہ آمنہ بیگم عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے اور اس وقت شدید تکلیف میں ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مریضہ کو کامل صحت عطا فرمائے۔

(محمد صادق فورمین نصرت آرٹ پریس ربوہ)

الفضل میں اشتہار دینا کلیدِ کامیابی ہے!

نصرتِ اسلام میں دستِ قدرت کا مشاہدہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

اگر دستِ عطا در نصرتِ اسلام بکشائید
ہم از بہر شما ناگاہ یدِ قدرت شود پیدا

ترجمہ:- اگر تم اسلام کی تائید کے لئے سخاوت کا ہاتھ کھول دو تو تمہارے لئے بھی اچانک اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ نمودار ہو جائے گا۔

حضور اقدس ؑ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ تمہارے لئے اچانک ظاہر اور نمودار ہو اور تم درخشندہ و تابندہ تجلّیات و تائیدات ربّانی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرو تو تمہیں چاہیئے کہ اسلام کی مدد اور نصرت کے لئے اپنے بخشش اور سخاوت کے ہاتھ کو کھول دو اور اپنے اموال کو بے دریغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نچھاور کر دو۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کو اس رنگ میں اعلیٰ سے اعلیٰ مالی قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے نتیجہ میں ہم زیادہ سے زیادہ آسمانی تائیدات کو نازل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

(ناظر بیت المال (آمد) ربوہ)

ناگہانی وفات

۲۲ فروری ۱۹۷۹ء کو بوقت قریباً چار بجے سہ پہر عزیزم چوہدری فضل محمود صاحب ابن محترم چچا جان چوہدری عبدالرحمٰن صاحب بعمر قریباً بائیس سال بس کے ایک حادثہ میں آناً فاناً راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

عزیزم مرحوم ہونہار، خلیق، ملنسار اور بہت اچھے کھلاڑی تھے اور مرچنٹ نیوی میں اپنے ان اوصاف کی بناء پر منتخب ہو چکے تھے لیکن ٹریننگ پر روانہ ہونے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مرحوم کے والدین اور جملہ اقرباء کے زخم مندمل فرمائے۔

(خاکسار صلاح الدین مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ)

قابلِ تقلید نمونہ

مکرم ممتاز حسین صاحب امتیاز کارکن خلافت لائبریری ربوہ وصیت نمبر ۱۹۵۷۷ نے ۱۰ احسان ۱۳۴۸ ہش کو $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیّت کی تھی۔ یکم مئی ۱۹۷۷ء سے موصی موصوف نے اپنی وصیّت کا معیار بڑھا کر بجائے $\frac{1}{10}$ کے $\frac{1}{9}$ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ان پر اپنا رحم اور فضل فرما دے۔ آمین

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ولادت

خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے بھائی چوہدری مسعود احمد صاحب بھٹّہ کوٹ احمدیہ سندھ کو دوسری بچّی عطا ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچّی کا نام "فرزانہ" تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور خادمۂ دین بنائے۔

(مغفور احمد منیب شاہد۔ واقفِ زندگی ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۳۹۳۳

میں اقبال بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد امین الدین عامر قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن پیپلز کالونی فیصل آباد شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر وصول شدہ -/۷۵۰ روپے (اس میں سے -/۵۰۰ روپے نصرت جہاں فنڈ میں دے چکی ہیں)
۲۔ ایک سیٹ طلائی وزنی ۲½ تولہ مالیت -/۱۶۴۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۴۰ روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ اقبال بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد امین الدین عامر پیپلز کالونی فیصل آباد شہر۔
گواہ شد۔ محمد امین الدین عامر (خاوند موصیہ) وصیت ۱۰۱۳۰ پیپلز کالونی فیصل آباد شہر۔
گواہ شد۔ محمد طفیل موصی ۳۱۲۱۲ پیپلز کالونی فیصل آباد شہر۔

مسل نمبر ۲۳۹۳۸

میں آر عثمان سبندی ولد آر۔ او سوہرا ٹمدیا صاحب پیشہ ریٹائرڈ عمر ۶۰ سال بیعت اپریل ۱۹۳۸ء ساکن بنڈونگ انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۲۵۰۰۰ روپیہ انڈونیشین ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ آر عثمان سبندی۔ بنڈونگ انڈونیشیا C/O وکیل المال صاحب ثانی تحریک جدید ربوہ۔
گواہ شد۔ سکری بارمور بنڈونگ انڈونیشیا۔
گواہ شد۔ مسز عثمان بنڈونگ انڈونیشیا۔

مسل ۲۳۹۳۹

میں سوتیا احمد ولد حاجی حنفیہ صاحب
SUWITA AHMAD AJUWAENI
DRS S/O HAJI HANAFIAH
پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال بیعت ۱۲/۴/۵۲ ساکن بنڈونگ انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰/۳/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ ایک عدد مکان مع زمین و باغ قیمت -/۵،۰۰۰،۰۰۰ روپے انڈونیشین
۲۔ ایک قطعہ زمین رقبہ 3.300 M² -/۵،۳۵،۰۰۰ روپے انڈونیشین
۳۔ ایک قطعہ زمین رقبہ 490 M² -/۱۲۵۰،۰۰۰ روپے انڈونیشین

" -/۶۷۸۵۰۰۰ "

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۷۰۵۰۰ روپے انڈونیشین آمد بصورت ملازمت ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ سوتیا احمد ولد حاجی حنفیہ صاحب بنڈونگ انڈونیشیا۔
گواہ شد۔ سکری بارمور سیکرٹری وصایا بنڈونگ انڈونیشیا۔
گواہ شد۔ ایچ۔ اے بوسوتی بنڈونگ انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۳۹۴۰

میں ROS RUSHDI LUKMAN S/O LUKMAN. پیشہ طالب علم عمر ۳۵ سال بیعت ۱۹۶۵ء ساکن بنڈونگ انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۳/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۳۵۰۰۰ روپیہ انڈونیشین ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ روس رشدی لقمان بنڈونگ انڈونیشیا۔
گواہ شد۔ کے۔ رحمی بنڈونگ انڈونیشیا۔
گواہ شد۔ جی گرنیا۔ بنڈونگ انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۳۹۴۱

میں اکن صود قین ولد جلادوی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۵۳ء ساکن بنڈونگ انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ ایک عدد مکان مع سامان گھریلو مالیتی -/۲،۰۰۰،۰۰۰ روپیہ انڈونیشین اور -/۵۰۰،۰۰۰ روپے کا خود مالک ہوں۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰،۰۰۰ روپیہ انڈونیشین ماہوار آمد بصورت ملازمت ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ اکن صود قین ابن جلادوی بنڈونگ انڈونیشیا۔
گواہ شد۔ سکری بارمور بنڈونگ انڈونیشیا۔
گواہ شد۔ وسیم احمد۔ بنڈونگ انڈونیشیا۔

دوا تدبیر ہے
اور
دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
آپ اپنی صحت اور تندرستی کی بقا کے لئے ناصر دواخانہ ربوہ کی مفید و مجرب دوائیں استعمال کریں۔
بیرونی مریض قابل اعتماد اصولی علاج کے لئے پرچہ تشخیص و تجویز اور مکمل فہرست ادویہ جو مفید طبی معلومات پر مشتمل ہے مفت طلب کریں۔
مینیجر ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ

ضرورت سٹور کیپر
دواؤں کا سٹاک اور حساب کتاب رکھنے کیلئے ایک سٹور کیپر کی ضرورت ہے۔
کم از کم تعلیم میٹرک۔
سابقہ سٹور یا دفتری کا تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی
مینیجر کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ فون ۱۰۷/۶۰

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت اور کاروبار کو فروغ دیجئے۔
(مینیجر الفضل)